روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱-۷۶ | منگل ۱۔شعبان ۱۴۱۱ھ ، ۲۶۔تبلیغ ۱۳۷۰ہش ، ۲۶۔فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۴۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فائدہ صرف اسرائیل کو ہے

"جہاں تک مقاصد کا تعلق ہے۔ مقصد کے لحاظ سے اس نہایت ہی خوفناک جنگ کا فائدہ صرف اور صرف اسرائیل کو ہے۔ جہاں تک اقتصادی فوائد کا تعلق ہے یہ تمام تر فائدہ مغربی ملکوں کو ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع)
ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بدظنی ایک ایسا مرض ہے اور ایسی بُری بلا ہے جو انسان کو اندھا کر کے ہلاکت کے ایک تاریک کنویں میں گرا دیتی ہے۔ یدظنی ہی ہے جس نے ایک مُردہ انسان کی پرستش کرائی۔ بدظنی ہی تو ہے جو لوگوں کو خدا تعالیٰ کی صفات خلق، رحم، رزاقیت وغیرہ سے معطل کر کے (اللہ محفوظ رکھے) ایک فرد معطل اور شئے بیکار بنا دیتی ہے۔ الغرض اسی بدظنی کے باعث جہنم کا بہت بڑا حصّہ اگر کہوں کہ سارا حصّہ بھر جائے گا۔ تو مبالغہ نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ماموروں سے بدظنی کرتے ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد اوّل صہ ۶۲)

"اکثر آدمیوں کو مَیں نے دیکھا اور غور سے مُطالعہ کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی غصّہ وَر اور زود رنج ہیں۔ بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں۔ بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مار مار کر گھائل کر دیتے ہیں، مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں۔ بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو ان میں پرلے درجے کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ طاعون اور ہیضہ کا نام بھی سُن لیں، تو دست لگ جاتے ہیں۔ مَیں یہ خیال نہیں کرتا کہ جو ایسے طور پر شجاعت نہیں کرتا اس کا ایمان نہیں"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۸۴)

خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کردہ مصائب سکینت و بشاشت کا موجب ہو جاتے ہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال پیدا ہُوا کہ مکّہ والوں کو مَیں نے پیغام حق سُنایا ہے کچھ نے قبول کیا ہے باقیوں نے قبول نہیں کیا۔ بہرحال ساری دنیا کے لئے جو مذہب ہے اس کی اشاعت اب مکّہ سے باہر بھی کرنی چاہیئے۔ آپ طائف چلے گئے اور قریباً دس دن وہاں ٹھہرے لیکن ان سخت دل بدقسمت لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہُوا۔ بعض نے خاموشی اختیار کی۔ لیکن بعض نے بڑا سخت رویہ اختیار کیا اور جب ان لوگوں سے وقتی طور پہ مایوس ہو کر کہ اب یہ میری بات نہیں سُنتے۔ آپ واپس ہوئے تو انہوں نے طائف کے بچّوں اور اوباش قسم کے لوگوں کو کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جاؤ اور تنگ کرو۔ چنانچہ تین میل تک جس کا مطلب یہ ہے کہ ۴۵ منٹ سے ایک گھنٹہ کیونکہ راستہ کا تو مجھے علم نہیں۔ اگر راستہ مشکل ہو تو وقت زیادہ لگتا ہے۔ سہل ہو تو جلدی طے ہو جاتا ہے بہرحال ۴۰، ۵۰، ۶۰ منٹ میں طے ہُوا ہوگا۔ تین میل تک یہ لوگ آپؐ کو گالیاں دیتے اور آپؐ پر پتھر برساتے پیچھے پیچھے ہولئے اور آپؐ کا یہ حال تھا کہ پتھروں کے لگنے سے جو خون بہ رہا تھا اس سے سارا جسم خون آلود ہو گیا تھا اور جب یہ ہو چکا اور اللہ کے نبیؐ نے اور اس کے محبوب نے خدا کی راہ میں قربانی کا ایک بے نظیر نمونہ پیش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے بھی کہا کہ پاک بندہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مَیں پیدا کرنا چاہتا تھا جس کی وجہ سے مَیں نے انسان کو پیدا کیا اس وقت

باقی صـ۷ پر

درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ،

محترمہ بیگم صاحبہ محمود نصر اللہ صاحب ابن محترم چوہدری شکر اللہ خان صاحب بوجہ اعصابی تکلیف کے بیمار ہیں اور کینیڈا میں ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے موصوفہ کی جلد شفا کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:-

ہماری والدہ کا دل کا آپریشن مورخہ ۲۶۔ فروری ۱۹۹۱ء کو لندن میں ہو رہا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں والدہ کے آپریشن کی کامیابی اور صحت کے لئے بہت زیادہ دعا کی درخواست ہے۔

دعوتی کارڈ پر انشاء اللہ کا لفظ لکھنے پر مقدمہ

مکرم عبدالرشید صاحب آف منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات نے اپنی دوکان رشید موٹر ورکشاپ کے افتتاح کے موقع پر ایک دعوتی کارڈ شائع کیا جس پر انشاء اللہ کا لفظ لکھنے پر اُن کے خلاف ۲۹۸/c کے تحت مقدمہ درج ہوا ہے۔ اور افتتاح کے موقع پر گرفتار ہوئے۔ دس دن جیل میں رہنے کے بعد اب ضمانت پر رہا ہوئے ہیں۔

ناظر امور عامہ ربوہ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ امۃ الرفیق طاہرہ، صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا، اہلیہ مکرم کریم احمد صاحب طاہر کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۶ ۔ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش ۲۶ ۔ فروری ۱۹۹۱ء

امن کو موقع دیجیے

یوں تو خلیج کی جنگ کے آغاز ہی سے حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلمانوں کے لئے امن اور امن عالم کی اپیلیں فرما رہے ہیں لیکن اب جبکہ جنگ کا تلخ مزہ چکھ کر دنیا امن کی قائل ہو رہی ہے اور مختلف امن مشن دوڑ دھوپ کرتے نظر آ رہے ہیں حضور انور عالمی رہنماؤں سے پُرزور اپیل فرما رہے ہیں کہ امن کے اس موقعہ کو ہاتھ سے کھو نہ دیں جنگ جاری رہی اور عراق کی سیاسی فتح بھی ہو جائے تو اس کے شہر اور اس کے گاؤں اور اس کی ثقافت اور اس کی معیشت تباہ ہو کر رہ جائے گی اور یہ تباہی اتنی زیادہ ہوگی کہ ہلاکو کے ذریعہ ہونے والی تباہی اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہ رکھے گی۔ اس جنگ میں تباہی کے جو ہتھیار استعمال کئے گئے ہیں اور جس شدت کے ساتھ بمباری کی گئی ہے اس کی گذشتہ کسی جنگ میں بھی مثال نہیں ملتی۔

اسی طرح اتحادیوں کا بھی کچھ کم نقصان نہیں ہوگا۔ بمباری میں تو جن پر بم گرتے ہیں ان کا نقصان ہوتا ہے یا زیادہ سے زیادہ بمبار جہاز گرا لیا جاتا ہے۔ لیکن زمینی جنگ میں دونوں طرف نقصان ہوگا۔ انسانی جانیں ضائع ہونگی اور اتنی بڑی تعداد میں ضائع ہونگی کہ اس وقت اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ باہمی طرفین کے لئے مفید ہیں کہ جنگ فوراً رک جائے اور امن کی تجاویز پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ اگرچہ نظر یہ آتا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی چاہتے ہیں کہ عراق کو امن کی بات کسی نتیجہ پر پہنچنے سے قبل جتنا زیادہ نقصان پہنچایا جا سکے۔ پہنچا لیا جائے لیکن ہوشمندوں کے لئے یہ بات انتہائی سنجیدگی کے ساتھ سوچنے والی ہے کہ دنیا میں صرف آج ہی نہیں ہے کل بھی ہے۔ حال ہی نہیں مستقبل بھی ہے۔ امن کی بات کے دوران جنگ جاری رکھنے والے حال میں تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن ان کا مستقبل نہائت ہی بھیانک ہوگا۔ انہیں ایسے ایسے ناموں سے یاد کیا جائے گا کہ ان کی روح تک جل اٹھے گی۔

یہ تو نہیں کہ ہماری آواز ان ایوانوں تک پہنچتی ہے جہاں جنگ یا امن کے فیصلے ہوتے ہیں۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ ہمارے دل کی آواز ہے اور دل کی آواز عرش کے پائے ہلا دیا کرتی ہے ہم نہائت عجز اور انکسار اور خشوع اور خضوع سے جو کچھ کہتے ہیں وہ کوئی اور سنے یا نہ سنے ہمارا قادر خدا سنتا ہے۔ اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔

پس امن کا یہ موقعہ ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ انسانی جانوں کا اتلاف اور املاک کی بربادی بہت ہو چکی ہے۔ اب تو امن کو موقع دیجیے۔

اتنی اکڑاؤ گے گردن تو پریشاں ہوگے
اس تکبّر کے نتیجہ میں ندامت ہوگی
سوزشِ دل سے جھلس جاؤ گے اس طرح کہ تم
حشر سے پہلے ہی دیکھو گے قیامت ہوگی

ابوالاقبال

○

تیرے کوچے میں بکھر جاؤں اگر ؟
حادثہ اِک یہ بھی کر جاؤں اگر ؟

اپنی غزلوں کو سجا کر طشت میں
تیرے دروازے پہ دھر جاؤں اگر ؟

شہر کی تصویر کو کر کے خفا
اس میں کوئی رنگ بھر جاؤں اگر ؟

مَیں ترا ہی عکس ہوں لیکن ترے
پاس سے ہو کر گذر جاؤں اگر ؟

واپس آجاؤں مَیں اپنے آپ میں
اپنی آہٹ سے نہ ڈر جاؤں اگر

کیوں بُلا بھیجا تھا اتنے پیار سے
اب کبھی واپس نہ گھر جاؤں اگر ؟

تجھ سے ملنا تو انوکھی بات ہے
خود سے مل کر بھی مُکر جاؤں اگر ؟

حادثہ ہو جائے شہرِ ذات میں
اس ٹریفک میں ٹھہر جاؤں اگر

کوئی سمجھے گا نہ اب میری زباں
لَوٹ کر یارِ دگر جاؤں اگر

عقل کے میدان میں کھا کر شکست
عِشق کی بازی بھی ہر جاؤں اگر ؟

آئینے میں دیکھ کر حیران ہوں
چوٹ کھا کر بن سنور جاؤں اگر

جی اُٹھوں مضطرؔ ہمیشہ کیلئے
مُسکرا کر آج مَر جاؤں اگر

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) ــــــ

علمی مسائل

حضرت فضلِ عمر فرماتے ہیں :-

"انسان کے اعمال کا وہ حصّہ جو بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے اخلاق کہلاتا ہے اور وہی معاملہ جب خدا تعالیٰ سے کیا جائے تو اسے روحانیت کہتے ہیں۔ اگر کوئی انسان بندوں سے جھوٹ بولتا ہے تو وہ بداخلاق ہے اور اگر خدا سے جھوٹ بولتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی روحانیت مُردہ ہو گئی ہے۔ اور جب کسی کے دونوں پہلو درست ہوں تب ہی وہ دیندار اور متقی کہلا سکتا ہے۔ پس جب اخلاق مطابقِ شریعت کئے جائیں تو وہ روحانیت کے ساتھ مل کر دین کہلاتے ہیں۔ لیکن جب وہی افعال بغیر روحانیت کے اشتراک کے تمدن کے طور پر کئے جائیں تو ایسے انسان کے متعلق کہتے ہیں بڑا بااخلاق ہے۔ میں پہلے اخلاق کو لیتا ہوں پھر روحانیت کو بیان کروں گا۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اخلاق اور روحانیت میں فرق صرف یہی ہے کہ ہماری طاقتوں کا ظہور انسانوں کے ساتھ معاملات میں اخلاق کہلاتا ہے اور اپنی طاقتوں کا خدا تعالیٰ کے متعلق ظہور روحانیت کہلاتا ہے۔ اس لئے جہاں میں اخلاق بیان کروں گا۔ وہاں ساتھ ہی روحانیت کا بھی پتہ لگ جائے گا۔ اور جہاں فرق بتلانے کی ضرورت ہوگی وہاں فرق بیان کر دوں گا، اخلاق کے مسئلہ پر غور کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ خُلق کیا چیز ہے۔ اس کے متعلق دینِ حق کے سوا سب مذہبوں نے اور فلسفیوں نے لغزشیں کھائی ہیں اور اس کی عجیب عجیب تعریفیں کی ہیں۔ مثلاً بعض کے نزدیک خُلق اس گہری جڑ رکھنے والے ملکہ کا نام ہے جس سے انسانی اعمال بلا فکر و رویہ آپ ہی آپ سرزد ہوتے ہیں یا جس کے ماتحت انسان بلا فکر و رویہ کسی فعل کے کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

۲۔ بعض کے نزدیک خُلق وہ نیک مادہ ہے کہ جو انسان کے اندر خدا کی ذات پر دلالت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۳۔ بعض کے نزدیک خُلق وہ مادّہ ہے جو لمبے تجربے کے بعد انسان میں پیدا ہو گیا ہے۔ اور اب ورثہ کے طور پر انسانوں میں آتا ہے۔ یوروپ کے فلاسفر اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

میرے نزدیک خُلق اس حالت کا نام ہے جبکہ طبعی تقاضے قوّتِ فکر کے ساتھ ملا دیئے جائیں اور اُن تقاضوں سے کام لینے والی ہستی مقتدر ہو یعنی چاہے تو ان سے کام لے اور چاہے تو ترک کر دے۔ اگر یہ افعال ایسے وجود سے ظاہر ہوں جس میں قوّتِ فکر نہ ہو تو وہ طبعی تقاضے کہلاتے ہیں۔ جیسے حیوانوں میں ہوتا ہے حیوان محبت اور پیار کرتے ہیں۔ مگر ان کو بااخلاق نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ طبعی تقاضے کہتے ہیں۔ پھر اگر اس قسم کے افعال ایسے وجودوں سے ظاہر ہوں جنہیں خاص رنگ میں بنایا گیا ہو جیسے نباتات یا جمادات تو انہیں ظہورِ قدرت کہیں گے۔ مضمون کا یہ حصّہ مشکل ہے۔ اگر بعض دوست اسے نہ سمجھ سکیں تو جب یہ کتاب کی شکل میں چھپ جائے گا۔ اس وقت سمجھ جائیں گے۔ مگر اس کے بغیر چونکہ مضمون کا اگلا حصّہ نہیں چل سکتا اس لئے بیان کرتا ہوں اگلا حصّہ آسان ہے۔ وہ سب دوست سمجھ سکیں گے۔ میں اخلاق کی تعریف بیان کر چکا ہوں۔ اخلاق وہ افعال ہیں جو ایسے وجودوں سے صادر ہوں جن میں سوچنے اور فکر کرنے طاقت ہو اور کام کرنے یا نہ کرنے کی قابلیت پائی جائے۔

اب میں اخلاقِ حسنہ کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ اخلاقِ حسنہ کی تعریفیں بھی مختلف لوگوں نے مختلف کی ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اخلاقِ حسنہ انسانی طاقتوں کے عقل کے ماتحت استعمال کرنے کا نام ہے۔

۲۔ بعض کے نزدیک اخلاقِ حسنہ وہ افعال ہیں جو انسان کو حقیقی خوشی پہنچاتے ہیں۔

۳۔ بعض کے نزدیک اخلاقِ حسنہ وہ افعال ہیں جن میں ایثار سے کام لیا گیا ہو یعنی اپنا نقصان کر کے دوسروں کو فائدہ پہنچایا گیا ہو۔

۴۔ بعض کہتے ہیں اخلاقِ حسنہ وہ افعال ہیں جو عقل کی روشنی اور اس کے انتظام کے ماتحت ذاتی نفع کی غرض سے ایثار کے طور پر کئے جائیں۔

۵۔ مسلمان صوفی کہتے ہیں۔ جو افعال عقل اور شریعت کے ماتحت کئے جائیں وہ اخلاقِ حسنہ ہوتے ہیں۔

امام غزالی نے اخلاقِ حسنہ کی یہی تعریف کی ہے۔ لیکن یہ تعریف میرے نزدیک کچھ اصلاح کی محتاج ہے۔ اور وہ اصلاح یہ ہے کہ وہ افعال عقل اور شریعت کے مطابق بھی ہوں اور ساتھ ہی یہ بات بھی پائی جائے کہ ان کا مرتکب اپنی مرضی ارادہ اور مقدرت سے ان افعال کو کرے۔ اگر یہ شرط نہیں پائی جاتی تو وہ اخلاقِ حسنہ نہیں کہلا سکتے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نیم خوابی کی حالت میں کسی کو ایک روپیہ دے دے اور جاگتے ہوئے صدقہ و خیرات سے پرہیز کرے تو اس کا نیم خوابی میں صدقہ کرنا اچھا خُلق نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ اس کا یہ فعل ارادہ کے ماتحت نہیں ہوگا۔ پس وہ افعال اخلاقِ حسنہ ہوتے ہیں جو شریعت اور عقل کے ماتحت ارادہ سے کئے جائیں۔ پھر ایک یہ شرط بھی ہے کہ وہ اعمال خدا تعالیٰ کی صفات کے مطابق ہوں، خلاف نہ ہوں۔ یہی تعریف صحیح ہے۔ کیونکہ خوبی وہی ہو سکتی ہے جو نقص اور غلطی سے پاک ہو۔ اور کوئی شے ہماری عقل کے پاک کہنے سے پاک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی صفات کی شہادت سے جو چیز پاک ہے وہی حقیقی طور پر پاک ہو سکتی ہے۔ اور خوبی کہلانے کی مستحق ہے۔ کیونکہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہی کامل طور پر بے عیب ہے۔ اب میں اخلاق کے منبع کو بیان کرتا ہوں کہ اخلاق کہاں سے پیدا ہوتے ہیں۔ مختلف لوگوں نے مختلف سرچشمے بتائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں اخلاق کا منبع قوّتِ فکریہ یعنی عقل، غضب اور شہوت ہے۔ عقل کام کرتی ہے جیسے سوار کام کرتا ہے اور غضب و شہوت دو گھوڑے ہیں عقل کا سوار جب ان دو گھوڑوں کو درست چلاتا ہے تو خُلق پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر سوار غلطی کرے تو بدخُلقی پیدا ہوتی ہے۔ محی الدین ابنِ عربی اس قوّتِ فکر کا نام نفسِ ناطقہ رکھتے ہیں۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ تمام اخلاق ان تینوں مادوں کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی عقل اور شہوت کے ملنے سے یا عقل اور غصّہ کے ملنے سے۔ یا تینوں کے ایک جگہ جمع ہو جانے سے وہ عقل کو مرد قرار دیتے ہیں اور شہوت اور غصّے کو دو بیویاں۔ جس طرح مرد کے عورت کے ساتھ ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح کہتے ہیں عقل کے قوت غضبیہ یا قوّتِ شہوت کے ساتھ ملنے سے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ بعض کے نزدیک انسان میں خوشی حاصل کرنے کی زبردست خواہش ہے۔ یہ جب عقل سے ملتی ہے تو اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک اخلاق کے منبع کو مسلمانوں نے قرآن کریم کی روشنی میں بھی اچھی طرح نہیں سمجھا۔ میں نے قرآن کریم پر غور کر کے یہ سمجھا ہے کہ اخلاق کا منبع بہت گہرا ہے۔ اور دُور تک چلا جاتا ہے۔ اگر صرف انسان میں افعال پائے جاتے۔ جن کو اخلاق کہا جاتا ہے تو جو تعریف پہلوں نے کی ہے وہ صحیح ہوتی مگر اس قسم کے افعال نچلی چیزوں میں بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں عقل، شہوت اور غصہ سے مل کر اخلاق بنتے ہیں۔ اور محبت بھی ایک خلق ہے۔ جو حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں عقل اور شہوت یا عقل اور غصّہ کے ملنے سے اخلاق بنتے ہیں مگر حیوانوں میں عقل نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے محبت جسے اخلاق میں شمار کیا جاتا ہے۔ پائی جاتی ہے۔ اس لئے معلوم ہوا عقل شہوت اور غصّہ اخلاق کا منبع نہیں ورنہ حیوانوں میں کوئی خُلق نہ پایا جاتا۔ میں نے اس مضمون پر غور کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا جدید مضمون میری سمجھ میں آیا ہے کہ جس نے اخلاق کے مسئلے کی کایا پلٹ دی ہے دراصل اخلاق کی جڑ چند قوتیں ہیں جو نہ صرف انسانوں میں بلکہ حیوانات میں بلکہ نباتات میں بلکہ جمادات میں بھی پائی جاتی ہیں اور نہ صرف جمادات ہی میں پائی جاتی ہیں بلکہ ان ذرات میں بھی پائی جاتی ہیں جن سے جمادات بنتے ہیں چنانچہ دیکھ لو انسان سے اُتر کر حیوان میں بھی انسان کے مشابہہ اعمال پائے جاتے ہیں۔ انسان میں غصّہ ہے حیوان میں بھی غصّہ ہوتا ہے۔ انسان محبت کرتا ہے حیوان بھی محبت کرتا ہے۔ اب ہم اس سے اور نیچے جاتے ہیں یعنی نباتات کو لیتے ہیں ان میں بھی ہمیں ایسے افعال ملتے ہیں جو حیوانات اور انسانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہاں یہ فرق بے شک ہے کہ نباتات میں وہ افعال بہت ادنیٰ درجے کے نظر آتے ہیں۔ مثلاً جس طرح انسان میں لینے اور دینے کی خواہش ہے اسی طرح نباتات میں بھی ہوتی ہے اور اب نئی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ قریباً تمام نباتات میں نر و مادہ ہیں۔ گو قرآن کریم میں یہ مضمون پہلے سے بیان ہو چکا ہے۔ اور جب نر مادّہ سے ملے تو پھل بنتا ہے۔ کھجور کے متعلق یہ بات ہزاروں سال سے معلوم ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا نباتات میں شہوت موجود ہے۔ پھر ان میں غصّہ بھی پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر بوس نے آلات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے۔ موٹی مثال چھوئی موئی کی بوٹی دیکھ لو انگلی لگاؤ تو سکڑ جائے گی۔ اگر اس کے پھل کو ہاتھ لگایا جائے تو اپنے اندر کا بیج باہر پھینک کر سکڑ جاتا ہے۔ امریکہ میں ایک درخت ہے اگر گوشت والی چیز اس

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قاضی اکبر محمود

ہیڈ مرالہ و ہیڈ بلوکی ـــ بعض وضاحتیں

مکرمی اظہر محمود ناصر صاحب کا مضمون ہیڈ مرالہ و ہیڈ بلوکی روزنامہ الفضل کی ۱۶ جنوری کی اشاعت میں پڑھا اور مکرمی عظمت حسین شہزاد صاحب فیصل آباد کی طرف سے مورخہ ۳۰ جنوری کی اشاعت میں نہر اپر چناب کے آبپاشی کرنے والے اضلاع کی تصحیح بھی پڑھی جو ہر لحاظ سے درست اور مکمل تھی۔ اسی سلسلہ میں اظہر محمود ناصر صاحب کے مضمون ہیڈ مرالہ و ہیڈ بلوکی میں چند ایک مزید اصلاحات کا ذکر ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ ریکارڈ درست ہو جائے اظہر محمود ناصر صاحب لکھتے ہیں :-

۱۔ بلوکی لاہور ملتان روڈ پر ایک چھوٹے سے قصبہ بھائی پھیرو سے شمال مغرب کی طرف تقریباً ۱۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دراصل بلوکی بھائی پھیرو سے شمال مغرب نہیں بلکہ جنوب مغرب کی طرف صرف ۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۲۔ بلوکی ہیڈ سے دو نہریں نکلتی ہیں ایک بلوکی سلیمانکی لنک اور دوسری اپر باری دواب

یہ بلوکی سلیمانکی لنک تو درست ہے مگر اپر باری دواب نہر کہاں سے لے آئے۔

اپر باری دواب نہر تو بھارت میں دریائے راوی سے مادھوپور کے مقام سے نکالی گئی ہے۔ جو پٹھانکوٹ سے ۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس نہر کی دو شاخیں ایک لاہور برانچ اور دوسری مین لائن لوئر پاکستان میں بالترتیب واہگہ اور بیدیاں کے مقام پر پاکستان میں داخل ہوتی ہیں۔ بھارت کی طرف سے ان شاخوں کا پانی بند ہو جانے پر ان دونوں شاخوں کو پانی دریائے چناب سے بذریعہ بمبانوالہ۔ راوی۔ بیدیاں لنک دریائے راوی کے نیچے سے بذریعہ سائفن گذار کر سپلائی کیا جاتا ہے تاکہ ان شاخوں پر آبپاشی کا نظام بحال رہے۔

بلوکی سے جو دوسری نہر نکلتی ہے اس کا نام لوئر باری دواب ہے (اپر باری دواب نہیں) جو اضلاع قصور۔ اوکاڑہ ساہیوال۔ اور ملتان کے کچھ حصہ کو سیراب کرتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک بات اور واضح کرنی ضروری ہے کہ جب شروع میں بلوکی ہیڈ تعمیر ہوا تھا تو صرف ایک نہر لوئر باری دواب ہی بلوکی سے نکلتی تھی۔ دوسری نہر بلوکی سلیمانکی لنک کی تعمیر قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۱ء میں شروع ہوئی اور ۱۹۵۴ء میں مکمل ہوئی اور قیام پاکستان کے بعد یہ پہلا بڑا پراجیکٹ تھا جس کو مکمل طور پر پاکستانی انجنیئروں نے ڈیزائن کیا۔ اور اپنی قابل نگرانی میں بغیر کسی غیر ملکی مشینری اور امداد کے صرف پاکستانی لیبر کی مدد سے ایک ریکارڈ وقت میں مکمل کر کے ایک شاندار کارنامہ سرانجام دیا۔

۳۔ ہیڈ مرالہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ جگہ سیالکوٹ سے جنوب مشرق کی طرف جموں کے قریب واقع ہے۔ ہیڈ مرالہ سیالکوٹ سے جنوب مشرق نہیں بلکہ جنوب مغرب میں واقع ہے اور یہ بیچ میں جموں کہاں سے آگیا جموں تو بھارتی کشمیر کا سرمائی دارالخلافہ ہے اور مرالہ ہیڈ سے شمال کو کافی فاصلہ پر کشمیر میں واقع ہے۔ جموں کا سیالکوٹ سے جنوب مشرق کی طرف کیا کام۔

۴۔ نہر اپر چناب کا سیالکوٹ، گوجرانوالہ سرگودھا اور خوشاب کے علاقوں کو سیراب کرنے کے متعلق تو مکرمی عظمت حسین شہزاد صاحب نے ۳۰ جنوری ۹۱ء کے شمارے میں لکھ ہی دیا ہے۔ مزید کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں ماسوائے اس کے کہ نہر اپر چناب کس طرح دریائے چناب اور دریائے جہلم عبور کر کے اضلاع سرگودھا اور خوشاب میں داخل ہو گئی۔

اظہر محمود ناصر صاحب نے لکھا ہے کہ لنک کینال صرف گرمیوں میں چلائی جاتی ہے جبکہ آبپاشی والی نہر سارا سال چلتی رہتی ہے اور انہیں ہر ۶ ماہ بعد صفائی کے لئے بند کیا جاتا ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ لنک کینال جب بھی دریاؤں میں فاضل پانی موجود ہو چلائی جاتی ہیں۔ چونکہ سردیوں میں دریاؤں میں پانی کی قلت ہوتی ہے اس لئے اکثر بند رہتی ہیں۔ اگر پانی دریا میں موجود ہو تو سردیوں میں بھی لنک کینال چلائی جاتی ہیں۔ دوسرے آبپاشی والی نہر سارا سال چلتی ہے اور سال میں صرف ایک مرتبہ (نہ کہ دو مرتبہ) جب زمینداروں کو پانی کی ضرورت نہیں ہوتی صرف دو ہفتہ کے لئے ماہ دسمبر کے آخر اور جنوری کے آغاز میں موزوں وقت دیکھ کر ضروری مرمت کے لئے بند کی جاتی ہے اور وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ دو مرتبہ نہیں۔

پانی کا تعارف بہت بڑے دشمن کی حیثیت سے کرایا جاتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں۔ ہوا کے بعد پانی ہی انسان کا سب سے بڑا اور اچھا دوست ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض پیدا کرتے ہوئے اس کا ۳/۴ حصہ پانی پر مشتمل کر دیا۔ اور اس پانی سے کام لینے اور اس کی تسخیر کے لئے انسان کو قادر کر دیا اور انسان اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے بڑے بڑے کام لے رہا ہے۔ میلوں لمبے پل۔ ڈیم۔ بیراج۔ نہریں اور بڑے بڑے ہائیڈل پراجیکٹ تعمیر کر کے اپنی آسائش میں اضافہ کر رہا ہے۔ حال ہی میں فرانس اور انگلستان کے درمیان سمندر میں ایک سرنگ بنا کر دونوں ملکوں کو میلوں لمبی سرنگ کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے جو پانی کے اندر انجنیئرنگ کا نادر عجوبہ ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ زمین سے ۲۰،۲۵ فٹ کے بعد پانی کے چشمے پھوٹنے شروع ہو جائیں۔ زیر زمین پانی تو زمین کی ساخت اور پانی کے وسائل کے مطابق مختلف گہرائی پر ہوتا ہے۔ کسی جگہ تو بالکل سطح زمین کے قریب آ کر سیم پیدا کر دیتا ہے اور کہیں بہت زیادہ گہرائی میں چلا جاتا ہے یہ ایک بہت ہی وسیع علم اور تحقیق طلب بھی۔

اظہر محمود ناصر صاحب کو میں مشورہ دوں گا کہ اپنی انجنیئرنگ کی تعلیم کے ساتھ تھوڑا وقت نکال کر ملک کا جغرافیہ بھی پڑھ لیں تاکہ ملک کے اہم مقامات کے محل وقوع کا بھی پتہ لگ جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

بقیہ :۔ صـ۳ سے آگے

کے قریب جائے تو خوش ہو کر پھیل جاتا ہے اور اگر وہ چیز اس کے ساتھ لگ جائے تو سکڑ جاتا ہے اور اس کا خون چوس کر اسے پھینک دیتا ہے۔ اس قسم کی مثالوں سے ثابت ہے کہ نباتات میں بھی یہ احساس پائے جاتے ہیں۔ اب ہم اور نیچے چلتے ہیں اور جمادات کو لیتے ہیں۔ کہتے ہیں انسان میں محبت ایک بہت اعلیٰ خلق ہے مگر محبت کیا ہے۔ محبت اپنی طرف کھینچنے کو کہتے ہیں۔ پھر کیا مقناطیس لوہے کو اپنی طرف نہیں کھینچتا۔ اس میں بھی یہ جذبہ ہے مگر بہت سادہ جذبہ ہے۔ اس کے مقابلے میں بجلی کی ایک ہی قسم کی طاقت اگر دو چیزوں میں پیدا کر دی جائے تو وہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے پیچھے ہٹتی ہیں گویا ایک دوسرے سے نفرت کا اظہار کرتی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ محبت اور کشش، نفرت اور غصہ کا مادہ جمادات میں بھی پایا جاتا ہے۔ پھر میں نے بتایا ہے کہ یہ طاقتیں باریک ذرات میں بھی موجود ہیں۔ اگر ان میں یہ طاقتیں نہ ہوتیں تو پھر دنیا بن ہی نہ سکتی تھی۔ اگر ذرات ایک دوسرے کو کھینچ کر آپس میں اکٹھے نہ ہوں تو کسی چیز کا دنیا میں قائم ہونا ناممکن ہو جائے۔ یہ جذب کرنے کی طاقت ہی ہے جس نے ذرات کو آپس میں ملایا ہوا ہے۔ پس ثابت ہو گیا اخلاق کا مادہ بہت گہرا ہے گو یہ درست ہے کہ جتنے جتنے ہم نیچے جائیں بعض اخلاق کا ہی پتہ لگتا ہے اور بعض کا نہیں لگتا۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ جڑ ہر جگہ موجود ہے۔ (منہاج ......)

وقفِ اولاد کے والدین کے لئے ضروری اعلان

احباب جماعت میں سے ایسے والدین جن کے بچے خدمتِ دین کے لئے وقفِ اولاد کے تحت وقف ہیں اور ان بچوں نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے یا دے رہے ہیں وکالتِ دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں تاکہ ان کے وقف اور آئندہ پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جا سکے۔ نیز ان کو ہدایت فرمائیں کہ میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ امتحان کی اطلاع دیں۔ وقفِ اولاد کے سلسلہ میں وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کا حوالہ بھی دیں۔

۲۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہو گا معین تاریخ کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔ لیکن جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی درخواست کے لئے میٹرک کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر/صدر صاحب کی معرفت درخواست وکالتِ دیوان کو ارسال فرمائیں۔

وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

سہ ماہی نور الدین

جرمنی سے سہ ماہی "نور الدین" کا ایک اور شمارہ شائع ہو چکا ہے۔ اس شمارے میں ٹائٹل کی اندرونی طرف حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نام ایک مکتوب ہے جس میں حضور انور نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کی کامیابی پر مبارکباد دی ہے اور تمام کارکنان کو جنہوں نے اجتماع کو کامیاب بنانے میں کسی رنگ میں بھی کام کیا۔ محبت بھرا اسلام دیتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ اداریہ کا عنوان دوستی کا ہاتھ ہے اور اس کے بعد قرآن مجید اور حدیث ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی اور ریجنل قائدین کی فہرست دی گئی ہے جس کے بعد ایک نہایت اہم تاریخی مضمون حضرت شیخ عبد الرحیم صاحب شرما (سابق کشن لال) رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اپنے الفاظ میں سوانح حیات پیش کئے گئے ہیں جو امید ہے قارئین کی خاص دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

بدلتے حالات میں مکرم مبارک عارف صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے مشرقی اور مغربی جرمنی کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

۱۹۸۷ء میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے جرمنی کے ایک روزہ دورے کے بعد لندن پہنچ کر فرمایا تھا "خصوصاً اس بات سے کہ نئے جرمن احمدی اپنا ایک نیا تشخص قائم کر رہے ہیں۔ اور اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔ مجھے جرمنی کا مستقبل بہت روشن دکھائی دیتا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ سارے مرد اور عورتیں دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف ہو جائیں گے اور جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیں گے" یہ پیغام بھی شامل اشاعت ہے۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء جو جرمنی کے لئے یوم الحاق تھا۔ اس سے متعلق مکرم محمد منور عابد صاحب کا ایک مختصر سا مضمون ہے۔ ایک مضمون نفرت سے غلامی تک اور ایک اور مضمون جو مکرم عبد الحلیم احمد صاحب مربی سپین نے تحریر کیا ہے ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج شامل اشاعت ہے۔ اس کے بعد پاکستان میں احمدیوں کے متعلق جو آرڈیننس جاری کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق مکرم نصیر احمد صاحب شاہد ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ایڈ۔ نے کچھ تحریر کیا ہے۔ انٹرویوز کے عنوان کے تحت مکرم مبشر احمد صاحب طاہر ریجنل قائد فرینکفورٹ ریجن۔ مکرم ظہور احمد صاحب ریجنل قائد ہمبرگ ریجن مکرم مختار احمد صاحب ریجنل قائد کولون ریجن سے انٹرویو شائع کئے گئے ہیں۔ دو نظمیں بھی شامل اشاعت ہیں۔

دسویں سالانہ نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی رپورٹ اور تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ کی دوسری قسط بھی آپ کو اس شمارے میں ملیں گی۔ بچوں کے صفحے میں "اتفاق میں برکت ہے" "اقوالِ زریں" اور ایک نظم شامل ہے۔ شمامتہ العنبر نے سپینش زبان سے ایک ترجمہ کیا ہے۔ میانہ روی اچھی ہوتی ہے "کارلوس ایک خوش مزاج بچہ تھا اس کے ہم جماعت ہمیشہ اس کی تعریف کیا کرتے تھے وہ اپنے کلاس کے لائق لڑکوں میں شمار کیا جاتا تھا تفریح کے وقت وہ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ کھیل وغیرہ میں ان کے ساتھ شریک ہوتا لیکن سکول سے واپس گھر آکر وہ ہمیشہ ٹیلی ویژن کے آگے بیٹھ جاتا۔ اور سارا سارا وقت ٹیلیوژن کے پروگراموں کو دیکھنے میں گزار دیتا اس کے والدین نے کئی بار اسے سمجھایا کہ پیارے کارلوس! تم صرف بچوں کے پروگرام دیکھنے پر کفایت کیا کرو سارا دن ٹیلیوژن دیکھنے سے تمہاری پڑھائی کا بھی حرج ہوتا ہے اور تمہاری آنکھوں پر بھی برا اثر پڑے گا۔ لیکن کارلوس ہمیشہ ہی ان سنی کر دیتا۔ چھٹی کے دنوں میں وہ اپنے دوستوں کو بھی دعوت دیتا تو پھر کیا ہوتا سارا سارا دن وہ ہوتے اور ٹیلیوژن ہوتا۔ اور اس قدر انہماک سے پروگرام دیکھتے کہ کوئی آواز بھی تو انہیں سنائی نہ دیتی اب کارلوس کا شوق اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ وہ ٹیلیوژن سے ہی چمٹا رہتا

اس کے ماں باپ ہمیشہ اسے سمجھاتے کہ پیارے کارلوس ہر چیز کی زیادتی بری ہوتی ہے۔ تم آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن کارلوس رات دیر تک پروگرام دیکھتا رہتا اور دیر رات گئے سوتا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ صبح دیر سے اٹھتا اور سکول دیر سے پہنچتا اس کے سب استاد اس سے خفا ہونے لگے۔ اور اسے بسا اوقات سزا بھی دیتے اس کی آنکھوں کی بینائی کثرت سے ٹیلیوژن دیکھنے کی وجہ سے کمزور ہو گئی اور اسے عینک لگانی پڑی اب عینک کی وجہ سے وہ سہولت سے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کھیل بھی نہیں سکتا تھا پھر اس کی پڑھائی متاثر ہونے لگی اور وہ کلاس کے نکمے طلباء میں شمار کیا جانے لگا۔ ایک دن کارلوس نے آئینے میں دیکھا تو عینک کے ساتھ وہ اپنے آپ کو عجیب محسوس کرنے لگا۔ اس کی شکل بچپن میں ہی بوڑھوں جیسی بن گئی تھی۔ اس نے سوچا کہ اس کے والدین ٹھیک کہتے ہیں کہ ہر چیز کی زیادتی نقصان دہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ اب وہ اعتدال سے کام لے گا۔ اور ہر کام میں تھوڑا تھوڑا وقت صرف کرے گا۔ چنانچہ اس کے بعد اب وہ صرف بچوں کے پروگرام دیکھ کر پڑھائی میں مصروف ہو جاتا ہے کھیل کے وقت کھیلتا ہے۔ وقت پر سوتا ہے پھر وقت پر جاگ کر وقت پر سکول پہنچتا ہے۔ اور اس کے اساتذہ اب اس سے خوب خوش ہیں اب تو اسکی عینک بھی اتر گئی ہے اور بینائی ٹھیک ہو گئی ہے۔ پیارے بچو جو بچے اپنے والدین کا کہنا مانتے ہیں وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور جو کہنا نہیں مانتے وہ دکھ اور تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں۔

(ن۔س)

تعارف

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

بڑے آدمی کیسے بنے؟

ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ وہ جو کچھ بھی ہے اس سے بہتر یا بڑا بنے۔ تجارت کرنے والا شخص اپنی تجارت کو بڑھانا چاہتا ہے۔ علم حاصل کرنے والا شخص اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کا علم بڑھے اور کسی عہدے پر پہنچ کر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس سے اوپر کے زینے پر چلا جائے۔ اسی بات کے حصول کے لئے لوگ سوچتے بھی رہتے ہیں اور اِدھر اُدھر سے پوچھنے کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ انسان بڑا کیسے بن سکتا ہے۔ بڑے آدمیوں کی طرف دیکھتے ہیں ان کے عادات و خصائل اور ان کے طریق کار پر غور کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ان بڑے لوگوں کا مطالعہ کرتے کرتے انسان خود بھی بڑائی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ اور آخر بڑے لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ یوسف سہیل شوق صاحب نے غالباً ایسے ہی لوگوں کے لئے ایک چھوٹی سی کتاب ۵۲ صفحات پر مشتمل تصنیف کی ہے جس کا نام ہے "حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب بڑے آدمی کیسے بنے" اور یہ کتاب احمد اکیڈمی ربوہ نے شائع کی ہے۔ اس کا پیش لفظ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے تحریر فرمایا ہے۔ اس پیش لفظ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہاں البتہ آپ کی زندگی بے شمار ایسے پہلو رکھتی ہے کہ ہر طبقے کے انسان کے لئے اس میں بہت عمدہ مثالیں میسر آسکتی ہیں۔ مکرم یوسف سہیل شوق صاحب نے حضرت چوہدری صاحب کی زندگی کے نہایت دلچسپ اور ایمان افروز واقعات عزیز بچوں کے لئے مرتب کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش میں برکت کے سامان پیدا کرے اور عزیز بچے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ بچوں کے فہم اور ان کی نفسیات کے مطابق کوئی بات پیش کرنا کوئی آسان امر نہیں مکرم سہیل صاحب اس لحاظ سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہایت آسان اور سلیس زبان میں واقعات درج کئے ہیں اور سارے واقعات پڑھنے کے بعد جہاں ایک گونہ فرحت، لذت محسوس ہوتی ہے وہاں شدید تشنگی کا احساس بھی ہوتا ہے اس لئے توقع رکھنی چاہیئے کہ سہیل صاحب کی یہ کوشش ایک اچھی ابتدا ثابت ہوگی۔ خود سہیل صاحب کے لئے بھی اور دوسرے ایسے حضرات کے لئے بھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے تصنیف کی صلاحیتیں عطا کر رکھی ہیں۔ خاکسار کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی ذات سے براہِ راست فیض حاصل کرنے کا موقع بہت تھوڑا ملا لیکن ان کی ذات کی نسبت جو عقیدت اور محبت کے جذبات ہیں ان کے پیشِ نظر میں ایک خواب کا ذکر کرنا چاہتا

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں غلام احمد۔ سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار (ریٹائرڈ)

محترم میاں محمد اسمٰعیل صاحب

محترم میاں محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل سابق ریٹائرڈ عربی ٹیچر طویل علالت کے بعد ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں انتقال کر گئے۔ اگلے دن صبح ۹½ بجے ربوہ میں محترم سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے صدر انجمن کے دفاتر کے احاطے میں نماز جنازہ پڑھائی۔ موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا محمد الدین صاحب مربی سلسلہ نے دُعا کرائی۔

علالت کے دوران سیدنا حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ نے ازراہِ شفقت اپنے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ذریعے عیادت فرمائی، پھل بھجوائے اور ہومیوپیتھک کی دوائیاں ارسال فرمائیں۔

وفات پر سیدنا حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ نے محبت بھرا دعائیہ ٹیلیگرام ارسال کیا اور لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اس کے علاوہ بوسٹن / امریکہ، ٹورنٹو / کینیڈا اور بریڈفورڈ / انگلینڈ میں بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی گئی۔

میاں صاحب کا سن پیدائش ۱۹۰۲ء ہے۔ میاں صاحب کے دادا محترم اللہ بخش صاحب تھے جو اپنے وقت کے فارسی زبان کے شاعر تھے۔ میاں صاحب کے والد کا نام میاں محمد ابراہیم صاحب تھا۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب کے والدین موصی تھے اور اُن کے یادگاری کتبے قادیان کے بہشتی مقبرہ میں نصب ہیں۔ یہ میاں صاحب کے ذریعے ہی احمدی ہوئے۔

میاں محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنی کوشش سے پانچ جماعت تک تعلیم سکول میں حاصل کی۔ اور پھر پرائیویٹ طور پر پڑھنے لگے۔ اس دوران آپ نے مکتبہ دیوبند سے بھی کچھ تعلیم حاصل کی۔

۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۲ء کے درمیان حضرت قاضی محمد اکمل صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کے والد ماجد حضرت مولوی امام دین صاحب کے ذریعے احمدیت میں شامل ہوئے اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت مولوی صاحب موصوف سے علم حاصل کیا۔ خداداد صلاحیتوں کی بدولت بہت جلد عربی، فارسی اور اُردو میں دسترس حاصل کر لی۔ اور پڑھنے پڑھانے کو اپنی زندگی کا ایک لازمی جزو بنا لیا۔ ۱۹۲۰ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۴ء میں عربی زبان اور لٹریچر کے او۔ ٹی کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آئے اور تین قیمتی کتب انعام میں ملیں۔

اس امتحان کے بارے میں خود لکھتے ہیں

"میں او۔ ٹی میں داخل ہوا کسی استعداد استحقاق یا خوبی کی بنیاد پر نہیں بلکہ اظہر صاحب اور پروفیسر فضل حق کی سفارشات کی بناء پر داخل ہوا۔ میری کلاس میں سب لڑکے مولوی فاضل کے ساتھ ساتھ منشی فاضل بھی تھے۔ اور بعض اس کے ساتھ میٹرک بھی۔ بعض تجربہ رکھنے والے استاد بھی تھے۔ بعض کئی ایک کُتب کے مصنف بھی تھے۔ بعض پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ دیوبند اور مظاہر علوم کے سند یافتہ بھی تھے۔ ہمارے پڑھانے والوں میں مولوی ظفر اقبال صاحب ابن مولوی غلام قادر صاحب فصیح پروفیسر صوفی غلام مصطفیٰ تبسم۔ لالہ سوہن داس جغرافیہ کی کتب کے مصنف وغیرہ۔

میں حضرت بانی سلسلہ کا معتقد تھا۔ دعاؤں میں سرور حاصل کرتا تھا۔ خیال آیا کہ سالانہ امتحان میں اوّل آؤں۔ لیکن آثار و اسباب ایسے نہ تھے کہ اوّل آؤں۔ دعائیہ رنگ میں بیان کرنا شروع کی کہ "اے میرے اللہ! تو قادر ہے تو ایسا کر سکتا ہے اور میرا امتحان میں اوّل آنا میرے لئے تیری قدرت کا نشان ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا نشان ہوگا۔ تُو قادر ہے تیرے ہاتھ میں سب طاقت ہے۔ اپنے فضل سے تو مجھے امتحان میں اوّل کر دے۔ یہ دُعا زور سے کرنا شروع کی۔ کبھی کبھی میں دُعا میں یہ بھی کہہ دیتا۔ اے میرے خدا اگر میں اوّل نہ بھی آؤں تو بھی مجھے کوئی شکوہ نہیں اور نہ تیری ذات کی صداقت پر کچھ اثر ہوگا اور نہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت مجھ پر مشتبہ ہوگی۔ لیکن احمدیت اور فضل کا ایک نشان دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ نشان مجھے دکھا۔ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ میں دُعا کرتا رہا۔ مختلف خوابیں بھی آئیں۔

ایک خواب یہ تھی کہ ایک بڑا ہال ہے اس کے دروازے پر ایک چوکیدار کھڑا ہے میں اُس کے پاس آتا ہوں وہ مجھے یوں مخاطب ہوتا ہے۔ "ہے تو نالائق مگر اُس کرسی پر جا کر بیٹھ جا جو سب سے اُونچی ہے۔ میں جا کر اُس کرسی پر بیٹھ گیا چنانچہ خدا کے فضل سے یونیورسٹی بھر میں اوّل آ گیا۔"

۱۹۲۵ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے مولوی عالم کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۲۹ء میں پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ اس امر کا کہ آپ عربی زبان ہائی سکول میں پڑھانے کے اہل ہیں۔

۱۹۴۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے انگلش کا میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

چنانچہ اس علمی جدوجہد کے دوران مالی اخراجات پورے کرنے کے لئے اور گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے مزدوری بھی کی۔ اور جو بھی کام ملا کر لیا۔ پڑھانے کا کام بھی کیا۔

اس عرصہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی، اللہ آپ سے راضی رہے۔ سے بہت گہرے اور قریبی تعلقات پیدا ہو چکے تھے۔

قادیان میں حضرت امّاں جان (خدا آپ کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا رہے) کا مکان بن رہا تھا میاں صاحب مزدوری کر رہے تھے۔ کپڑے گرد و غبار سے اَٹے ہوئے تھے حضرت فضل عمر تشریف لائے اور میاں محمد اسمٰعیل صاحب کو دُور سے ہی پہچان لیا اور قریب آ کر خوشی سے گلے لگایا اور معانقہ کیا اور دوسرے احباب سے فرمایا۔ یہ ہیں کام کے مولوی صاحب جو مولوی فاضل بھی ہیں حضور اقدس نے اپنے کپڑوں کی بالکل پرواہ نہ کی۔

۱۹۳۲ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے خود اپنی سفارش پر میاں صاحب کو ہائی سکول میں ٹیچر لگوایا اور قدم قدم پر راہ نمائی فرمائی اور حضرت فضل عمر کی دُعائیں کام آسان کرتی گئیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے میاں صاحب کو نصیحت کی کہ اپنے امام سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ چنانچہ یہ تعلق ایسا مضبوط بنا کہ میاں صاحب موصوف کو حضرت فضل عمر کے ساتھ کثرت کے ساتھ روزانہ سیر کرنے کا موقع ملتا اور آدھا آدھا گھنٹہ باتیں کرنے کا وقت ملتا۔

میاں محمد اسمٰعیل صاحب نے گورنمنٹ ہائی سکول میانی۔ کہوٹہ اور پنڈی گھیپ میں تعلیمی فرائض انجام دیئے اور پھر ہوشیار پور کے گورنمنٹ مڈل سکول میں ٹیچر لگ گئے۔

ہوشیار پور میں میاں صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ اور کچھ عرصہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رہے اور علمی شعور بیدار کیا۔ ہندوستان کی تقسیم سے قریباً ایک سال قبل آپ کا تبادلہ گورنمنٹ ہائی سکول اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں کر دیا گیا اور اس طرح آپ تقسیم کے ہنگاموں سے محفوظ پاکستان پہنچ گئے۔ ہوشیار پور کے اساتذہ نے کہا کہ آپ کا تبادلہ پسماندہ علاقہ میں اس لئے کر دیا گیا کہ آپ کی کوئی سفارش نہیں ہے۔ آپ سے پہلے جس جس کا بھی تبادلہ کیا گیا اُس نے رُکوا لیا۔ میاں صاحب نے کہا کہ خدا کے کام عجیب ہیں۔ خدا نے یہ تبادلہ ہماری بہتری کے لئے کیا ہے۔ بعد میں وہی تبادلہ رکوانے والے اساتذہ بہت مصیبت سے دوچار ہو کر مالی و جانی قربانیاں دے کر پاکستان پہنچے۔

اکال گڑھ میں میاں صاحب ایک لمبا عرصہ تک سیکرٹری مال رہے اور ۱۲ سال تک امام الصلوٰۃ کے فرائض انجام دیئے اور خطبہ جمعہ دیتے تھے۔ چندوں کا ریکارڈ بے داغ اور صاف رکھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں سینکڑوں افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ دینی مسائل پر مکمل عبور تھا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ نے ۷۰ سے ۸۰ افراد کو احمدیت میں شامل کیا۔ بڑے کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ مختلف جگہوں پر بڑے کامیاب مذاکرے اور مباحثے کئے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے آپ کے علمی ذوق کی اور مسائل پر دسترس کی اور مذاکروں کی بہت تعریف کی اور فرمایا۔ میاں صاحب نے علمی مسائل کو آسان کیا ہے۔ حضرت مولانا نے میاں صاحب کو "الفرقان" میں مستقل لکھنے کی دعوت دی لیکن افسوس وہ عظیم الشان رسالہ حضرت مولانا صاحب کی وفات کے ساتھ ہی بند ہو گیا۔

عربی، اُردو میں اعلیٰ پائے کی نظمیں کہتے تھے۔ بہت سی نظمیں محترم روشن دین صاحب تنویر کے زمانے میں "الفضل" میں شائع شدہ ہیں۔ پنجابی زبان میں بھی نظم کہتے تھے۔ فارسی زبان میں کافی عبور حاصل کیا اور فارسی میں نظم کہتے تھے لیکن بہت کم۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے بہت محبت تھی۔ چوہدری صاحب نے آپ کے بچوں کے نکاح بھی پڑھے۔ ایک لڑکے کو وظیفہ بھی دیتے رہے۔ چوہدری صاحب نے میاں محمد اسمٰعیل صاحب کے نام اپنے ہاتھ سے اپنے آخری خط میں تحریر فرمایا۔

"۳۰ اکتوبر ۱۹۸۰ء مکرمی ......

آپ کا والا نامہ اور نظم عزیز ڈاکٹر شریف احمد اشرف کے ارسال کردہ موصول ہو کر باعثِ مسرت ہوئے ......

میں تو اپنی نظر میں ایک نہایت عاجز تقصیروار انسان ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حسنِ ظن کا آپ کو وافر اجر عطا فرمائے اور ہم دونوں کا خاتمہ بالخیر کرے۔

خاکسار۔ ظفر اللہ خان"

میاں محمد اسمٰعیل صاحب نے سادہ زندگی [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم بشیر احمد صاحب رفیق۔ لندن سے لکھتے ہیں:

آپ کی یاد ہر دم تروتازہ ہے۔ اور اسی نسبت سے آپ کا ذکرِ خیر بھی یہاں محفلِ احباب میں ہوتا رہتا ہے۔ آپ جلسہ سالانہ ۹۰ء پر تشریف لائے۔ آپ کی معروفیات اور دوستوں کی آپ سے ملاقات کی خواہش اور ان کے ہاں دعوتوں میں شرکت اور برطانیہ کے طوفانی دورہ نے آپ کے ساتھ مل بیٹھنے اور آپ کی محفل سے لطف اندوز ہونے کے مواقع بہت کم کر دیئے تھے۔ بقول شاعر

روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

والی بات ہوئی۔ خیر آپ کا آنا اور آپ کی محفل میں خواہ تھوڑا ہی سہی لیکن بیٹھنے کا لطف ابھی بھی دل کو گرماتا رہتا ہے۔

ان دنوں انگلستان کرۂ زمہریر بنا ہوا ہے۔ سارے ملک پر سفید برف کی چادر تنی ہوئی ہے۔ میرے دفتر کی کھڑکی سے باہر جھانکنے پر برف ہی برف کی حکمرانی نظر آ رہی ہے۔ کہتے ہیں ابھی ہفتہ عشرہ اور بھی برفباری ہوگی۔ اگرچہ برفباری کا منظر تو بہت دل پسند ہوتا ہے۔ اور اسکی بے داغ سفید رنگت دل کو بہت لبھاتی ہے۔ لیکن یہ اپنے جلو میں بہت سی مشکلات بھی لے کر آتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کا نظام کلیۃً معطل ہو چکا ہے۔ چار پانچ افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ پرندوں کو سردی کے علاوہ خوراک کی کمی کا سامنا ہے۔ اور بہت سارے تو شدتِ سرما کی تاب نہ لا کر جان بحق بھی ہو چکے ہیں۔

خلیج کی جنگ سے طبیعت بہت افسردہ اور غمگین رہنے لگی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ٹی وی پر ایک دلدوز منظر دیکھا تھا۔ جسکو یاد کر کے آج بھی طبیعت افسردگی کا شکار ہو جاتی ہے۔ وہ منظر کچھ یوں تھا کہ جنگل میں ایک بھینسے پر چھ سات شیر حملہ آور ہو کر اسکی تکہ بوٹی کر رہے تھے۔ بھینسے نے جان بچانے کیلئے کچھ مقابلہ بھی کیا لیکن بھلا چھ سات شیروں کے آگے اس کی کیا بساط تھی۔ آج صدر صدام پر بھی اتحادی بھیڑیے اسی طرح ٹوٹ پڑے ہیں۔ یہ اسکی بلند ہمتی ہے کہ یکا و تنہا اور بے سرو سامان دنیا کی اتنی عظیم قوتوں کے سامنے صف آرا ہے۔ ظلم تو یہ ہے کہ بقول فوجی مبصرین کے اتحادیوں نے کوئی ایسا ہتھیار باقی نہیں چھوڑا جو عراق کے خلاف استعمال نہ کیا ہو۔ کل ایک امریکن جرنیل ٹی وی پر بڑے جلال کے ساتھ یہ اعلان کر رہا تھا کہ جب سے جنگ چھڑی ہے۔ عراق پر ہر منٹ ایک ہوائی جہاز حملہ آور ہوتا رہا ہے۔ اور کروڑوں ٹن کے خوفناک بم عراقیوں پر گرا چکا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی "خوشخبری" دے رہا تھا کہ ابھی تو ہم نے جو کچھ کرنا ہے یہ اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ ہم عراق کو ملیا میٹ کر دیں گے۔ اور خلیج کا نیا نقشہ بنائیں گے۔

افسوس تو ان مسلمان ممالک پر آتا ہے جو جانتے بوجھتے ہوئے مغربی استعمار کی سازشوں میں مہرے بن گئے ہیں۔ سعودی حکمرانوں نے یہ نہ سوچا کہ عراق کی بربادی اسرائیل کی فتح اور اسکی جڑوں کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ اور اگر آج عراق کی باری ہے تو کل ان کی بھی باری آئے گی۔ ارضِ مقدس میں یہودی اور امریکن خواتین فوجی لباس میں مغرب کے گندے کلچر کو پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ابھی کل ہی اخبار میں لکھا تھا۔ کہ امریکی فوجیوں کے لئے اتنے ہزار ٹن شراب و سؤر کا گوشت اور گندے رسالے بھجوائے جا رہے ہیں وغیرہ۔

کیا یہ گندہ لٹریچر صرف امریکیوں تک محدود رہے گا؟ ہرگز نہیں۔ امریکہ تو جب بھی کسی ملک میں داخل ہوا ہے۔ وہاں بداخلاقی اور گند کا طوفان بھی ساتھ ہی لے کر گیا ہے۔ ویت نام اور جاپان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جہاں امریکیوں نے کروڑوں حرامی بچوں کو جنم دیا اور انہیں وہیں چھوڑ کر اپنے ملک کی راہ لی۔ اور ان ممالک میں بداخلاقی اور جنسی بے راہ روی اور مذہب سے دوری کے جراثیم چھوڑے۔ جو اب پھل پھول رہے ہیں۔ کیا عرب ممالک جو اس وقت اتحادیوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اس سے بچ سکیں گے۔ دیدہ باید۔ بہرکیف دل زخمی ہے اور مسلمانوں کے لئے اور ان کی بہبود اور اس ظلم سے نجات پانے کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکل رہی ہیں۔ اسلام پر غالباً اس سے کڑا وقت تاریخ میں پہلے کبھی نہیں آیا ہلاکو نے بغداد پر جو ظلم کیا تھا۔ موجودہ بمباری کے سامنے اسکی حیثیت اب پرکاہ کی رہ گئی ہے۔

حضور کے خطبات خلیج کے موضوع پر آپ پڑھ اور سن رہے ہوں گے۔ ان سے حضور کی قلبی کیفیات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کاش مسلمان اب بھی حضور کے ان خطبات سے راہنمائی حاصل کر کے نجات دارین کے وارث بنیں۔

بقیہ: صـ۱ سے آگے

بنصرہ العزیز نے اس کا نام دُرِّ عجم حمدی رکھا ہے۔ نومولودہ محترم میاں روشن دین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پوتی اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری خالدِ احمدیت کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ بھانجی کو نیک، بابرکت اور خدمتِ دین سے معمور لمبی زندگی عطا کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

عطاء المجیب راشد۔ لندن

بقیہ: صـ۱ سے آگے

تم نے یہ کہا تھا کہ اے خدا! تو اس دنیا میں فسادی اور خون بہانے والے پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یعنی ایک ایسا سلسلہ ہوگا جس میں فساد ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ جو میرے علم میں ہے تمہارے علم میں نہیں۔ آؤ آج تمہیں دکھاؤں کہ میرے علم میں کیا تھا؟ تم سمجھتے تھے کہ فساد کرنے والے اور خون کرنے والے انسان اس دنیا میں پیدا کئے جا رہے ہیں لیکن جس انسان کو میں پیدا کرنا چاہتا تھا اس کو آج جا کے آزما لو اور دیکھو! کیا وہ فساد کرنے والا ہے یا خون کرنے والا ہے؟

چنانچہ فرشتے سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے کہو کہ طائف والوں نے آپ کو بہت دکھ دیا۔ جب آپ شہر کو چھوڑ کے جا رہے تھے اس وقت بھی آپ کو نہیں چھوڑا اور ناسمجھ اور اوباش قسم کے لوگوں کو پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے تین میل تک آپ کو گندی گالیاں دیں۔ پتھراؤ کیا۔ سارا جسم خون خون ہوگیا۔ خدا فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو طائف کے گرد جو پہاڑیاں ہیں ان کو ان کے اوپر پھینک دیا جائے اور ساری آبادی کو تباہ کر دیا جائے۔ تب مقصدِ حیات (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دیا کہ یہ پہاڑیاں ان پر نہیں گرائی جائیں گی۔ اور یہ لوگ تباہ نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ ان میں سے ہی وہ لوگ بھی پیدا ہونگے جو اپنے رب کی شناخت کرنے لگیں گے اور خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے لگیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کو بھی سبق سکھایا اور ہمیں بھی سبق سکھایا اور ہمارے لئے نمونہ بنے۔ دو طرح کا نمونہ ایک یہ کہ اگر ہمیں اللہ کی راہ میں قربانیاں دینی پڑیں اور مصائب برداشت کرنے پڑیں تو جس طرح میں نے برداشت کئے ہیں۔ اسی طرح اگر تم میرے ساتھ محبت رکھتے ہو تو تم بھی خدا کی راہ میں تکالیف اور مصائب برداشت کرنا اور دوسرے اسی رنگ میں نمونہ دکھانا۔ کہ ہر نسل اگلی نسل کی تربیت اس رنگ میں کرے کہ وہ اسوۂ نبی کی پیروی کرنے والی ہو اور خدا کی رضا کی جستجو میں دنیا کی ذلتوں اور دنیا کی حقارتوں اور دنیا کی ایذا رسانیوں اور دنیا کے پتھراؤ کی کوئی پرواہ نہ کرے۔"

(خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ ۲۷۔ فروری ۱۹۶۴ء)

بقیہ: صـ۶ سے آگے

گذاری۔ صاف اور سادہ کپڑے پہنتے۔ روزانہ چار پانچ میل پیدل سیر کرتے۔ گھڑ سواری جانتے تھے۔ غریب اور مصیبت زدہ افراد کو گھر بلانے کھانا کھلانے اور مدد کرتے ہر ایک سے محبت سے ملتے۔ غرباء سے بڑی شفقت و محبت سے پیش آتے تھے اور کہتے کہ یہ بھی انسان ہیں۔ ان سے خوش ہو کر ملیں تو خدا خوش ہوتا ہے۔

میاں صاحب نے اپنی ذات پر کبھی بھی ایک پیسہ فضول خرچ نہیں کیا بلکہ پیسہ پیسہ بچایا۔ کہا کرتے تھے کہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا گناہ ہے۔ اس سے بُری عادات پڑتی ہیں۔

سفر میں ہوں یا پیدل ہوں راستے میں واقفیت نکال لیتے اور پھر گھر آنے کی دعوت دیتے اور تبادلہ خیالات کرتے اور بڑا اچھا اثر ڈالتے۔

بچوں کی تربیت پر بہت زور دیتے اور یہاں تک کہ جب اپنے بچوں کو سکول داخل کرانے تو ان کی قابلیت چوتھی کلاس کے بچے کے برابر ہوتی۔ گھر میں اپنے چوتھی کلاس کے بچوں کو "مسدس حالی" انگریزی، عربی، فارسی اور اردو پڑھاتے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ عربی زبان ضرور پڑھو کہ یہ اہلِ جنت کی زبان ہے الغرض زندگی کا ایک ایک لمحہ مصروف ترین گذارا اور وقت کی قدر کی اور اولاد کی طرف سے بھی ہمیشہ خوش رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ 5 سے آگے

ہوں۔ خواب میں خاکسار نے دیکھا کہ ایک چھوٹے کمرے کی شکل میں چار دیواری ہے جس کا دروازہ کوئی نہیں اور اوپر چھت بھی نہیں ہے اور خاکسار اسی چار دیواری کے اندر ہے۔ لیکن کسی قسم کی تشویش کے احساس کے بغیر باہر نکلنے کے لئے کوشاں ہے۔ اس اثنا میں خواب میں حضرت چوہدری صاحب آئے اور خاکسار کو اس چار دیواری سے باہر نکالا لیکن یہ نکلنے کا عمل اس طور پر تھا۔ کہ چار دیواری کے باہر سطح زمین سے کافی بلند ایک شاہراہ پر اپنے آپ کو کھڑا پایا۔ اور حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ خوشی خوشی اس شاہراہ پر چل رہا ہوں اور طبیعت میں حضرت چوہدری صاحب کے لئے تشکر کے جذبات بھی محسوس کرتا ہوں۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد خاکسار کی آنکھ کھل گئی۔

مندرجہ بالا خواب کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاکسار کے لئے بہت ہی تائید و نصرت کے سامان میسر آئے۔ اور اکثر و بیشتر حضرت چوہدری صاحب کے لئے یہ خواب دعا کی شکل اختیار کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس بزرگ وجود کو اپنے قرب خاص میں نہایت بلند مقام عطا فرمائے۔ اور ان کی نیکی اور تقویٰ اور بے نفسی کی زندگی کو اپنانے کی ہم سب کو توفیق عطا کرے۔"

سہیل صاحب نے لکھا ہے "آیئے آج میں آپ کو بتاؤں آپ بڑے آدمی کس طرح بن سکتے ہیں۔ یا یوں کہیں کہ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کس طرح بڑے آدمی بن گئے۔ یہ بات حضرت چوہدری صاحب نے خود اس وقت بتائی جب وہ دنیا کے ایک بہت بڑے آدمی بن چکے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب نے بتایا کہ انہوں نے لندن جا کر قانون کی تعلیم حاصل کی اور قانون کی اعلیٰ ڈگری بار ایٹ لا حاصل کی۔ اور اس کے بعد واپس اپنے ملک آ کر پہلے سیالکوٹ میں اور پھر لاہور میں قانون کی پریکٹس شروع کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جن صلاحیتوں سے نوازا تھا ان کا اب جب اظہار شروع ہوا تو بہت تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی کامیابیوں کی دھوم مچ گئی ان دنوں ہی ایک دفعہ آپ کے ایک دوست نے آپ کے بارے میں کہا تھا کہ چوہدری صاحب بہت ذہین اور بہت محنتی ہیں۔ لیکن وہ زیادہ ترقی نہیں کر سکیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ احمدی ہیں۔ اور چونکہ احمدیوں سے عام لوگ تعصب رکھتے ہیں اس لئے احمدیوں کو ترقی نہیں کرنے دیتے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت چوہدری صاحب محض ایک نوجوان وکیل تھے۔ جن صاحب نے آپ کے بارے میں یہ رائے دی تھی ان کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ ایک دن چوہدری صاحب ملک کے وزیر خارجہ، عالمی عدالت انصاف کے چیف جسٹس اور جنرل اسمبلی کے صدر بن سکتے ہیں۔ خیر بات یہ ہو رہی تھی کہ ان صاحب کے خیال میں چوہدری صاحب کا احمدی ہونا ان کی ترقی میں روک ہوگا۔ حضرت چوہدری صاحب نے ان صاحب کی بات بیان کرنے کے بعد کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ مجھے دنیا میں جتنی بھی ترقیات ملی ہیں وہ سب کی سب میرے احمدی ہونے کی وجہ سے ملی ہیں اور اگر میں احمدی نہ ہوتا تو ان اعلیٰ عہدوں کو کبھی حاصل نہ کر سکتا۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میری ترقی کا راز کیا ہے تو میں ہمیشہ ان کو یہی بتاتا ہوں کہ مجھ پر اللہ کا جو بھی فضل نازل ہوا ہے وہ میرے احمدی ہونے کی وجہ سے ہے۔ پیارے بچو! یہ وہ بنیادی بات ہے جو حضرت چوہدری صاحب نے بتائی۔ احمدیت اتنی بڑی دولت ہے کہ جو شخص بھی اس دولت کو صحیح طور پر استعمال کرتا ہے وہ اس سے بے انتہا فائدے اٹھا سکتا ہے۔ یعنی احمدی ہونے کے بعد حقیقی معنوں میں احمدی بننا۔ احمدیت کی تعلیم پر پوری طرح عمل کرنا دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ یعنی پہلے دین کے فرائض ادا کرنا پھر اس کے بعد دنیا کی فکر کرنا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن پر عمل کرنے سے ایک احمدی اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کو حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دنیا کی بہترین نعمتیں اور اعلیٰ ترین مرتبے عطا کر دیتا ہے۔"

کتاب دیدہ زیب ہے۔ سرورق پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ایک نہایت پیاری تصویر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے پیارے بچے اس کتاب کو بار بار پڑھیں گے اور اس میں سے وہ باتیں اخذ کریں گے جو ان کی اپنی ترقی کا باعث بنیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(ن۔ س)

پردہ عورتوں کی عفت کی حفاظت کے لئے ہے۔ کسی بھی انسانی دائرہ میں خواتین کی بامعنی اور صحت مند شرکت میں روک نہیں بنتا۔ یہ بات ہے جو سمجھائی جانی ضروری ہے

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم چار روزہ دورے پر چین روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ اس دورے میں خلیج کی جنگ بند کرانے پر بات چیت کریں گے بطور وزیر اعظم ان کا یہ پہلا دورۂ چین ہے۔

○ پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر آغائے مہدی علی کروبی نے کہا ہے کہ جنگ کے باعث عراق کی جغرافیائی شکل تبدیل نہیں ہونی چاہیئے انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ نے عراق میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ایران اس کی مخالفت کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ خلیج کے مسائل سے علاقے کے عوام کو نبٹنا چاہیئے۔

○ خلیج کی جنگ میں روس کی دلچسپی بڑھ جانے سے علاقے میں پاکستان کی اہمیت میں جو اضافہ ہوا ہے اس کے نتیجے میں امید کی جا رہی ہے کہ امریکی امداد چند دنوں میں بحال ہو جائے گی۔

○ سندھ میں ہالہ کے قریب دیہاتیوں اور ڈاکوؤں میں مقابلہ کے نتیجے میں ایک مغوی سیشن جج اور دو ڈاکو ہلاک ہو گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ خلیج میں زمینی جنگ دوسرے روز میں داخل ہو گئی ہے۔ فریقین کی طرف سے اپنی اپنی کامیابی کے دعوے کئے گئے ہیں۔ اتحادیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کی فوج کویت میں ۳۵ کلو میٹر تک آگے چلی گئی ہے۔ ایک سرحدی شہر پر بھی قبضے کا دعویٰ کیا گیا ہے پہلی خبروں میں کویت شہر پر بھی قبضے کا دعویٰ کیا گیا تھا بعد میں اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔ عراق نے اتحادیوں کو زبردست نقصانات پہنچانے کا دعویٰ کیا ہے۔

○ عراق نے کویت میں تیل کے جن کنوؤں کو آگ لگائی ہے ان کی تعداد ۲۰۰ ہو گئی ہے۔

○ اتحادیوں کی افواج نے سمندر میں موجود جنگی بحری جہازوں سے ساحل پر بھی بمباری شروع کر دی ہے۔ اس کی توپیں ایک ٹن وزنی گولے ۳۵ سے ۴۰ کلو میٹر تک پھینک رہی ہیں۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے گذشتہ روز دن میں دو بار اپنی قوم سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ عراق انعامی بانڈ نہیں بلکہ ہیروازم وقار اور فخر کی سرزمین ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراق کبھی ہتھیار نہیں ڈالے گا۔

○ بی بی سی نے جنگ کے بارے میں من گھڑت خبروں کا بائیکاٹ کر دیا ہے بی بی سی نے کہا ہے کہ خبروں کی طرف سے امریکہ کے بائیکاٹ کی وجہ سے ہمارے نامہ نگار کوئی خبر نہیں بھیج سکے۔ کچھ پتہ نہیں کہ جنگ کب اور کہاں شروع ہوئی۔

○ خلیج میں زمینی جنگ شروع ہو جانے کے بعد سلامتی کونسل نے امن کی کوششیں معطل کر دی ہیں۔

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس -/200
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس -/75
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس -/90 ATHRA COURSE
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

آپ کا اپنا کمپوزنگ سنٹر
سلور لنگ کمپوزنگ سنٹر
کتب، رسالہ جات، میگزین کی اردو انگلش کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر اعلیٰ کوالٹی میں کروانے کے لئے تشریف لاویں۔
• پابندیٔ وقت ہمارا نصب العین ہے۔
فون ۸۶۹۸۸۷
رضیہ محل نمبر ۲ رائل پارک۔ لاہور